OPEN ACCESS

RUSHD

(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)

Published by: *Lahore Insititute for Social Scicnces, Lahore.*

ISSN (Print) : 2411-9482

ISSN (Online) : 2414-3138

Jul-Dec-2022

Vol: 3, Issue: 2

Email: journalrushd@gmail.com

OJS: https://rushdjournal.com/index

ڈاکٹر شہزادہ عمران ایوب[1]

مشہود احمد[2]

نقدِ سند میں شیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ کا معیار

(ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)

Sheikh Nasiruddin Albani's criterion in hadith criticism: a research and analytical study

Abstract

Sheikh Muhammad Nasir al-Din al-Albani is considered a great muhaddith of the present age. He spent more or less sixty years of his life in the service of Hadith and compiled about 200 published and unpublished books. Although there are some differences in the hadith research such as the weakening of some correct *Ahadith* or the correction of some weak *Ahadith* etc. But this does not mean at all that he had formulated any new rules unlike the previous muhaddiths. Rather, he has followed the principles of previous Muhadditheen in Naqd-e-Sanad. Therefore, whether it is Adalat-e-Ruwaat or Dhabt-e-Ruwaat, or Itisaal-e-Sanad, in all of them the Shaykh has presented the research of the Isnad according to the principles

1 ایسوسی ایٹ پروفیسر، ڈویژن آف آرٹس اینڈ سوشل سائنسز، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لاہور

2 پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز، یونیورسٹی آف لاہور، لاہور

set by the Muhadditheen. Therefore, like the previous muhaddiths, he has rejected the Hadith of the narrator who is a liar, accused of lying, immoral, ignorant, heretical, multi-faceted, obscene, false, anti-reliability and highly delusional. In the same way, along with the moallaq, mursal, modhal, munqate and mudallas narrations are also rejected by him like other Muhadditheen.

Key words: Albany, Hadith, Sanad, Difference, Muhaddis, Principles.

شیخ محمد ناصر الدین البانی ؒ بیسویں صدی عیسوی کے محدث اور جرح وتعدیل کے امام سمجھے جاتے ہیں۔ 1914ء میں البانیہ کے دار الحکومت اشقودرہ میں پیدا ہوئے۔ بعد ازاں آپ کے والدین دمشق کی طرف ہجرت کر گئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گھر اور پھر علاقہ کے قریبی مدرسہ سے حاصل کرنے کے بعد آپ کو علم حدیث کا شغف ہوا تو آپ نے اپنی زندگی کا بقیہ حصہ حدیث کی خدمت اور رجال واسانید کی تحقیق میں گزار دیا۔ تقریباً ساٹھ سال کا عرصہ آپ اس خدمت میں مصروف رہے اور کم وبیش 200 کے قریب کتب تصنیف کیں۔ جن کے ذریعے آپ نے نہ صرف امت کو صحیح وضعیف احادیث سے واقفیت دلائی بلکہ ان کے ایمان و عقائد، عبادات اور معاملات کی بھی اصلاح کی، بدعات وخرافات کا پردہ چاک کیا، غیر ثابت اور من گھڑت روایات کی نشاندہی کی اور اپنی گرانقدر تحقیقی خدمات کے ذریعے لوگوں میں تحقیق کی جستجو پیدا کر دی۔ گو کہ آپ کو بہت سے مصائب سے دوچار ہونا پڑا اور آزمائشوں سے گزرنا پڑا لیکن آپ کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہ آئی اور آپ اپنے مشن پر جاری رہے حتی کہ 1999ء میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

شیخ البانی ؒ کے نقدِ سند کے معیار پر کام کی ضرورت اس وجہ سے ہے کہ ایک تو آپ کا زیادہ تر تحقیقی کام سند اور رجال کے نقد پر ہی مشتمل ہے، دوسرے آپ کو تصحیح وتضعیفِ حدیث میں عصر حاضر کا عظیم محدث شمار کیا جاتا ہے اور تیسرے یہ کہ بعض لوگ آپ کی چند لغزشوں کو سامنے رکھ کر آپ پر اعتراض کرتے ہوئے آپ کا مقام و مرتبہ کم کرنے کی کوشش میں ہیں، ان کے نزدیک شیخ البانی ؒ نے جو تحقیقی کام کیا اس کی ضرورت ہی نہیں تھی کیونکہ اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ متقدم محدثین کی جماعت اصولِ روایت سے واقف ہی نہیں تھی اسی لئے انہوں نے بہت سی ضعیف روایات کو بھی صحیح سمجھ کر آگے بیان کر دیا، جن کی تحقیق آج شیخ البانی ؒ پیش کر

رہے ہیں۔

مذکورہ بالا نکات سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو بھی خدمات انجام دیں وہ اگرچہ قابل ستائش اور عظیم القدر ہیں مگر بحیثیت انسان ان سے کچھ غلطیوں کا صدور بھی ہوا، پھر جہاں ایک طرف ان کے معتقدین نے ان کی اغلاط کو بھی صحیح سمجھ کر تسلیم کر لیا وہاں دوسری طرف آپ پر تنقید کرنے والوں نے ان لغزشوں کی وجہ سے آپ کے علمی مقام و مرتبہ کو بھی مجروح کرنے کی کوشش کی۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ شیخ البانی کے نقدِ سند کے حوالے سے ایک ایسا غیر جانبدارانہ تجزیہ پیش کیا جائے جس سے آپ کے تحقیقی کام کا صحیح مقام متعین ہو جائے اور یہ بھی واضح ہو جائے کہ آپ نے نقدِ سند میں کوئی نئے اصول ایجاد نہیں کئے بلکہ محدثین کے اصولِ روایت کو ہی پیش نظر رکھا ہے۔

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ محدثانہ طرزِ فکر کے حامل تھے اس لیے بالعموم ان کا طریقِ نقد وہی ہے جو محدثین کا ہے۔ یہی باعث ہے کہ انہیں اکثر و بیشتر اہل علم نے عصر حاضر کا محدث کہہ کر پکارا ہے جیسا کہ سابق مفتی اعظم سعودیہ شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "اس زمانے میں مَیں نے روئے زمین پر علامہ محمد ناصر الدین البانی جیسا کوئی محدث نہیں دیکھا۔"(1)

علاوہ ازیں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا سارا تحقیقی کام بھی اس بات کا آئینہ دار ہے کہ آپ کا منہجِ تحقیق خالصتاً محدثانہ ہے۔ مزید بر آں آپ نے کسی جگہ بھی الگ سے اپنے اصول ذکر نہیں کیے بلکہ نقدِ سند میں محدثانہ اصولوں کو ہی پیش نظر رکھا ہے۔ البتہ کہیں کہیں کچھ اصولوں کا ذکر اور کچھ کی طرف اشارہ ضرور کیا ہے جو آپ کے محدثانہ طرزِ فکر کے حامل ہونے کا ہی ثبوت ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ چند اصول ملاحظہ فرمائیے:

1۔ "مدلس حدیث مردود ہے، تدلیس کی تین قسمیں ہیں: تدلیس الاسناد، تدلیس الشیوخ اور تدلیس التسویہ۔ جب کسی عادل راوی سے تدلیس ثابت ہو جائے تو اس کی صرف وہی روایت قبول کی جائے گی جس میں اس نے تحدیث کی صراحت کی ہو۔"(2)

---

(1) تاریخ استفادہ: 01-10-22
https://www.al-albany.com/saying/8

(2) الألباني، محمد ناصر الدين، مقدمة تمام المنة في التعليق على فقه السنة (عمان: المكتبة الاسلامية، 1408ھ)، ص:18

متقدم محدثین نے بھی تدلیس کے ضمن میں یہی موقف اپنایا ہے جیسا کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا یہ موقف ذکر کرنے کے بعد تائید میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی رائے بھی ذکر فرمائی ہے۔[1]

2۔ "مجہول راوی کی حدیث مردود ہے۔"

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کردہ یہ اصول سابقہ محدثین کے ہاں بھی مسلم ہے۔ چنانچہ امام صنعانی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے کہ "جس صحیح موقف پر اکثر علماہیں وہ یہ ہے کہ مجہول العین راوی غیر مقبول ہے۔"[2] اسی طرح مجہول الحال راوی کے غیر مقبول ہونے کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے جمہور کا قول نقل فرمایا ہے۔[3]

3۔ "جرح کو تعدیل پر ترجیح حاصل ہوتی ہے... اور یہ بات مطلق نہیں ہے بلکہ جرح کو تعدیل پر تب ترجیح حاصل ہو گی جب جرح مفسر ہو۔"[4]

یہ قاعدہ بھی متقدم محدثین نے بیان کیا ہے جیسا کہ امام صنعانی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے کہ "صرف وہی جرح تعدیل پر مقدم ہو گی جس کا سبب بیان کیا گیا ہو (یعنی مفسر ہو)۔"[5] علامہ جمال الدین قاسمی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ "اگر راوی میں جرح مفسر اور تعدیل دونوں جمع ہو جائیں تو جمہور کا موقف یہ ہے کہ جرح کو ترجیح حاصل ہو گی۔"[6]

4۔ "اگر بدعتی راوی کی عدالت، ضبط اور ثقاہت ثابت ہو جائے تو اس کی حدیث مقبول ہو گی جب تک کہ وہ بدعتِ مکفرہ کا ارتکاب نہ کرے۔"[7]

سابقہ محدثین بھی اسی کے قائل ہیں جیسا کہ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ "اگر بدعتی راوی

---

(1) ابن حجر العسقلانی، أبو الفضل شهاب الدين أحمد، نزهة النظر شرح نخبة الفكر، (دمشق: مكتبة الغزالي، س - ن)، ص: 20

(2) الصنعاني، محمد بن إسماعيل الأمير، توضيح الأفكار لمعاني تنقيح الأنظار، (المدينة المنورة: المكتبة السلفية، 1399هـ)، 2: 185

(3) نزهة النظر: 100

(4) الألباني، محمد ناصر الدين، إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، (بيروت: المكتب الإسلامي، 1979ء)، 1: 89

(5) توضيح الأفكار، 1: 101

(6) القاسمي، محمد جمال الدين، قواعد التحديث (بيروت: دار النفائس، 1987ء)، ص: 151

(7) ايضاً۔

ارتکابِ بدعت کے باعث کافر قرار دے دیا جائے تو اس کی روایت کے مردود ہونے میں کوئی اشکال نہیں۔"[1]
اور امام صنعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جمہور کے نزدیک بدعت مکفرہ کے مرتکب راوی کی روایت قابل قبول نہیں۔[2]

5۔"مرسل روایت کا حکم وہی ہے جو ضعیف حدیث کا ہے۔"[3]

جمہور محدثین بھی اسی کے قائل ہیں کہ مرسل روایت قابل حجت نہیں جیسا کہ حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے نقل فرمایا ہے۔[4] مزید برآں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قاعدہ ذکر کرنے کے بعد خود بھی ذکر فرمایا ہے کہ "اور ہم نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ مرسل روایت ناقابل حجت اور ضعیف ہے، یہ وہ موقف ہے جس پر جمہور حفاظ و نقاد محدثین کی آراء موجود ہیں اور انہوں نے اسے اپنی تصانیف میں بکثرت بیان بھی کیا ہے۔"[5]

معلوم ہوا کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقدِ سند کے لیے بالعموم محدثانہ اصولِ تحقیق کو ہی ملحوظ رکھا ہے، آئندہ سطور میں شیخ البانی کے منہجِ تحقیق کو مزید نکھارنے کے لیے ان کی مختلف علمی تحقیقات و تعلیقات سے استفادہ کر کے امثلہ پیش کی جارہی ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

عدالتِ رواۃ اور شیخ البانی

راوی میں عدالت ہو، تب ہی اس کی روایت قابل قبول ہو گی اور اگر راوی کافر، فاسق، بدعتی، کذاب، متہم بالکذب یا مجہول ہو گا تو پھر اس کی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔ ان محدثانہ قواعد و ضوابط کو شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بعینہٖ اختیار کر کے نہ صرف احادیث پر حکم لگایا ہے بلکہ دورانِ تحقیق جابجا محدثین کے اقوال بھی ذکر فرمائے ہیں۔ چنانچہ آپ نے سلسلہ ضعیفہ میں روایت نقل فرمائی ہے:

"مرازمہ کو لازم پکڑو، پوچھا گیا کہ مرازمہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا "مرازمہ

---

(1) ابن كثير، أبو الفداء إسماعيل، الباعث الحثيث إلى اختصار علوم الحديث، (بيروت: دار الكتب العلمية، 1431ھ)، ص: 12

(2) توضيح الأفكار، 2: 279

(3) الألباني، محمد ناصر الدين، نصب المجانيق بالتحذير لنسف قصة الغرانيق، (بيروت: المكتب الاسلامي، 1996ء)، ص: 42

(4) ابن الصلاح، أبو عمرو عثمان بن عبد الرحمن، مقدمة ابن الصلاح (بيروت: مكتبة الفارابي، 1948ء)ص: 53

(5) نصب المجانيق، ص: 42

سے مراد انگور کے ساتھ روٹی کھانا ہے۔(اور فرمایا کہ) بلاشبہ بہترین پھل انگور اور بہترین کھانا روٹی ہے۔"[1]

اس کے تحت نقل فرماتے ہیں:

"یہ روایت موضوع ہے، اسے ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکامل" میں نقل کیا ہے اور اس کی سند سے ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "موضوعات" میں بھی اسے ذکر کیا ہے اور ایک دوسری سند سے بھی ذکر کیا ہے، وہ یہ ہے "الحسن بن شبل العبدي البخاري : ثنا عمرو بن خالد الأسدي الكوفي ثنا هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة" امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ روایت اس سند کے ساتھ موضوع ہے۔ اس کی سند میں عمرو بن خالد راوی ہے، جس کے متعلق امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ وہ ثقہ راویوں سے موضوع روایات بیان کرتا تھا، اس لیے اس سے روایت لینا جائز نہیں۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ اور امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی رائے ذکر کی ہے۔(شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) میں یہ کہتا ہوں کہ (اس راوی کے علاوہ) حسن بن شبل العبدی راوی کے متعلق امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ بخاری کا ہم عصر ہے اور اسے ابن شاذویہ نے کذاب قرار دیا ہے اور اسے سلیمانی نے ان حضرات میں ذکر کیا ہے جو حدیثیں وضع کرتے تھے۔"[2]

درج بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واضع اور کذاب راوی کی روایت مردود ہے۔ اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ تحقیقِ سند میں متقدم محدثین کے اقوال پیش نظر رکھتے ہیں اور جابجا ان سے استشہاد بھی لیتے ہیں۔سابقہ محدثین کے ہاں اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں کہ واضع اور کذاب راوی کی روایت مردود ہے۔

ایک دوسرے مقام پر شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ "میرے حوض پر سب سے پہلے

---

[1] الألباني، محمد ناصر الدين، سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة و أثرها السيئ في الأمة، (رياض: مكتبة المعارف، 1996ء)، رقم الحديث: 6002

[2] السلسلة الضعيفة، 7: 24

میرے اہل بیت اور مجھ سے محبت کرنے والے میرے امتی وارد ہوں گے۔"[1] اس کے بعد رقمطراز ہیں کہ "یہ بھی موضوع ہی ہے، اس میں کذاب اور مجہول راوی ہے۔" اس سے بھی معلوم ہوا کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کذاب اور مجہول راوی کی روایت قابل قبول نہیں۔

ارواء الغلیل میں موصوف نے یہ روایت ذکر کی ہے کہ "دین کے اساسی مسائل میں سے ہے کہ ہر نیک وبد کے پیچھے نماز ادا کی جائے، ہر امیر کے ساتھ مل کر جہاد کیا جائے، تمہارے لیے تمہارا اجر ہے اور اہل قبلہ میں سے فوت ہونے والے ہر شخص کی نماز جنازہ ادا کی جائے۔"[2] اس روایت کے بعد نقل فرماتے ہیں کہ "میں کہتا ہوں کہ یہ روایت کئی اعتبار سے معلول ہے (1) (اس کی سند میں موجود) حارث اعور راوی متہم بالکذب ہے۔ (2) محمد بن علوان مجہول ہے۔ (3) فرات بن سلیمان کو امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے منکر الحدیث کہا ہے۔ (4) امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو اسحاق کے بارے فرمایا ہے کہ وہ مجہول ہے۔ "[3] اس سے بھی واضح ہوا کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک متہم بالکذب، مجہول اور منکر الحدیث راوی کی روایت مردود ہے اور متقدم محدثین بھی اسی کے قائل ہیں۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے "تمام المنۃ" میں یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کر رہے ہوتے اور کوئی انسان دروازہ کھٹکھٹاتا تو آپ دروازہ کھول دیتے، جو قبلہ رخ، آپ کی دائیں جانب یا بائیں جانب ہوتا، آپ قبلہ کی جانب پیٹھ نہیں کرتے تھے۔"[4] یہ روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ "میں کہتا ہوں کہ یہ روایت ان لفظوں کے ساتھ بہت زیادہ ضعیف ہے کیونکہ دار قطنی نے یہ روایت محمد بن حمید رازی کے طریق سے بیان کی ہے اور وہ متہم بالکذب ہے۔" معلوم ہوا کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک متہم بالکذب راوی کی روایت ضعیف اور مردود ہے اور یہی دیگر محدثین کی بھی رائے ہے۔

سلسلۃ ضعیفہ میں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ "کہو کہ اے اللہ! کھڑے، بیٹھے اور سوئے ہر حال میں اسلام کے ذریعے میری حفاظت فرما اور میرے بارے میں کسی بھی دشمن حاسد کی بات نہ مان۔"[5] اس

---

[1] السلسلة الضعيفة، رقم الحديث: 6335

[2] إرواء الغليل، 2: 308

[3] ایضاً

[4] تمام المنة، ص: 310

[5] السلسلة الضعيفة، رقم الحديث: 6003

روایت کے تحت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ "یہ روایت ضعیف ہے۔ اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں، بخاری نے اپنی تاریخ میں اور فسوی نے بھی تاریخ میں معلی بن رؤیہ تمیمی کے طریق سے ہاشم بن عبد اللہ بن زبیر سے نقل فرمایا ہے کہ (ایک دفعہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کوئی مصیبت پہنچی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر اس کی شکایت کی اور یہ سوال کیا کہ انہیں ایک وسق کھجور دینے کا حکم دیا جائے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے ایک وسق کھجور کا حکم دیتا ہوں اور اگر چاہو تو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جو اس سے بہتر ہیں۔ عمرؓ نے کہا مجھے وہ کلمات بھی سکھا دیجئے اور ایک وسق کھجور کا حکم بھی دے دیجئے کیونکہ میں ان کا محتاج ہوں، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا سکھائی۔ یہ سیاق ابن حبان کا ہے، وہ نقل فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے وفات پائی اس وقت ہاشم بن عبد اللہ بن زبیر کی عمر 9 برس تھی۔ (شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں تب اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا بلکہ وہ صغیر تابعی ہی ہے، امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "الثقات" میں اس کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ قدیم الموت ہے۔ ان اقوال کو جمع کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گیا تھا۔ مزید برآں وہ مجہول بھی ہے۔"[1]

اس سے بھی معلوم ہوا کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مجہول راوی کی روایت قابل قبول نہیں اور متقدم محدثین نے بھی یہی رائے اختیار فرمائی ہے۔

ضبطِ رواۃ اور شیخ البانی

"ضبط" قوتِ حافظہ، غور و فکر اور دقتِ نظر کا نام ہے یعنی راوی حدیث کو سنے، اسے سمجھے اور اسے اپنے پاس محفوظ کر لے اور پھر بعینہٖ اسے آگے پہنچا دے۔ راوی میں ضبط کا پایا جانا صحتِ حدیث کے لیے شرط ہے۔ اگر کوئی راوی عادل ہونے کے ساتھ ساتھ تام الضبط نہ ہو بلکہ بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا، غفلت سے کام لینے والا، خراب حافظے والا، بکثرت اوہام کا شکار ہونے والا یا دوسرے ثقہ راویوں کی مخالفت کرنے والا ہو تو اس کی روایت محدثین کے نزدیک مردود ٹھہرتی ہے۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے محدثین کے اسی منہج کو اختیار کیا ہے اور اسی کے مطابق اسنادِ حدیث کی تحقیق کی ہے، چند امثلہ حسب ذیل ہیں:

---

[1] السلسلة الضعيفة، رقم الحديث:6003

سلسلہ صحیحہ میں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ "اللہ تعالیٰ اس بندے کی نماز کی طرف نہیں دیکھتے جو رکوع وسجود میں اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا۔"[1] اس کے تحت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عکرمہ کے واسطے سے روایت کیا ہے اور پھر مکمل سند ذکر فرمائی ہے۔ پھر نقل فرمایا ہے کہ عکرمہ کی اس روایت کی ایوب بن عتبہ نے متابعت تو کی ہے مگر سند میں مخالفت کی ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ "اس میں کوئی شک نہیں کہ اس (یعنی ایوب راوی) کی مخالفت مردود ہے کیونکہ وہ حافظے کی خرابی کی وجہ سے ضعیف ہے حتی کہ (اس کے بارے میں) امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ "وہ بہت زیادہ غلطیاں کرتا تھا اور اوہام کا شکار ہوتا تھا حتیٰ کہ اس سے بہت زیادہ فاش غلطیاں بھی سرزد ہوئی ہیں۔" عکرمہ اس سے بہتر ہے اگرچہ اس میں بھی کلام کیا گیا ہے مگر اس کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے احتجاج کیا ہے۔" معلوم ہوا کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سیئ الحفظ اور فاش غلطیاں کرنے والا راوی ضعیف ومردود ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نقدِ حدیث میں متقدم محدثین کے ہی اقوال کو پیش نظر رکھتے ہیں اور ان سے حجت پکڑتے ہیں۔

سلسلہ ضعیفہ میں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ "آدمی کی خوش بختی کی علامت ہے کہ وہ اپنے رب سے استخارہ کرتا رہے اور اس کے فیصلے پر راضی رہے اور بندے کی بدبختی کی علامت ہے کہ وہ استخارہ چھوڑ دے اور پروردگار کے فیصلے پر ناراض رہے۔"[2] اس کے بعد نقل فرماتے ہیں کہ "اسے ابویعلی نے مسند میں (اور یہ الفاظ اسی کے ہیں) اور بزار نے 'عمر بن علی بن عطاء بن مقدم عن عبد الرحمن ابن ابی بکر بن عبید اللہ عن اسماعیل بن محمد عن ابیہ عن جدہ' کے طریق سے روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ سند ضعیف ہے۔ اس کے راوی تو شیخین کے راوی ہیں مگر عبد الرحمٰن ابن ابی بکر جو کہ ملیکی ہے، بالاتفاق ضعیف ہے، بلکہ ائمہ کی ایک جماعت نے اسے بہت زیادہ ضعیف قرار دیا ہے، جن میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی "تاریخ" میں نقل فرماتے ہیں کہ یہ منکر الحدیث ہے، اسی طرح امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے غیر ثقہ کہا ہے۔ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے "ضعفاء" میں ذکر فرمایا ہے کہ یہ منکر الحدیث ہے... مزید نقل فرماتے ہیں کہ اس کی روایت کا دارومدار اس کے

---

[1] الألباني، محمد ناصر الدين، سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيئ من فقهها وفوائدها (رياض: مكتبة المعارف، 1995ء)، رقم الحديث: 2536

[2] السلسلة الضعيفة، رقم الحديث: 6212

بیٹے پر ہے اور وہ فاش غلطیاں کرنے والا ہے، جس وجہ سے اس کا معاملہ مشتبہ ہے اور اسے ترک کرنا واجب ہے۔"

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیقِ رواۃ کے سلسلے میں محدثین کی تحقیقات کو ہی پیش نظر رکھا ہے اور فاش غلطیاں کرنے والے اور منکر الحدیث راوی کی روایت کو دیگر محدثین کی طرح مردود قرار دیا ہے۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے "ارواء الغلیل" میں یہ روایت ذکر فرمائی ہے کہ "جس نے اپنی لونڈی سے ہم بستری کی اور اس نے بچے کو جنم دیا تو وہ اس (کی وفات) کے بعد آزاد ہو جائے گی۔"[1] اس کے تحت نقل فرماتے ہیں کہ "یہ روایت ضعیف ہے، اسے ابن ماجہ، احمد، دارمی، دار قطنی، حاکم اور بیہقی نے 'شریک عن حسین بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن عباس عن عکرمہ عن ابن عباس' کے طریق سے روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی سند ضعیف ہے اور اس میں دو علتیں ہیں۔ (1) حسین راوی ضعیف ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "تقریب" میں ذکر فرمایا ہے۔ اور امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے "الزوائد" میں ذکر فرمایا ہے کہ یہ سند ضعیف ہے، حسین بن عبد اللہ کو ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے متروک قرار دیا ہے، امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ضعیف کہا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس پر زندیق ہونے کی تہمت لگائی جاتی تھی۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کی یہی علت بیان کی ہے، انہوں نے اسے نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ اکثر اصحاب الحدیث نے اسے ضعیف کہا ہے۔ البتہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح الاسناد کہا ہے جس کا رد امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں کیا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ حسین متروک ہے۔ (2) اس کی سند کے ضعیف ہونے کی دوسری علت یہ ہے کہ شریک ابن عبد اللہ القاضی سیئ الحفظ ہے۔" اس سے بھی یہی ثابت ہوا کہ متقدم محدثین کی طرح شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی ضعیف اور سیئ الحفظ راوی کی روایت مردود ہے۔

سلسلہ ضعیفہ میں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے طبرانی کے حوالے سے ایک روایت نقل فرمائی ہے اور پھر اس کا ضعف بیان کرتے ہوئے اس کے تین رواۃ پر تبصرہ کیا ہے اور ان کے متعلق اقوالِ جرح بھی نقل فرمائے ہیں۔ ابراہیم بن یحییٰ راوی پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ابو اسماعیل ترمذی نے کہا ہے کہ میں نے اس (یعنی ابراہیم راوی) سے بڑھ کر اندھے دل والا کوئی نہیں دیکھا، میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں ابراہیم بن سعد نے حدیث

[1] إرواء الغليل، رقم الحديث: 1771

بیان کی ہے؟تو اس نے جواب میں بھی یہی کہا کہ تمہیں ابراہیم بن سعد نے حدیث بیان کی ہے۔میں کہتا ہوں کہ اس جیسے غفلت کے شکار راوی سے استشہاد لینا درست نہیں۔"[1] اس سے معلوم ہوا کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کثرت سے غفلت کا شکار ہونے والے راوی سے استشہاد لینا درست نہیں۔

سلسلہ صحیحہ میں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ "یعقوب بیان کرتے ہیں کہ ادریس بن محمد بن یونس نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے دادا نے اپنے والد سے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت میری عمر دو ہفتے تھی۔مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا کہ اس کا نام میرے نام پر رکھو مگر اس کی کنیت میری کنیت پر مت رکھنا۔"[2] اس کے بعد شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ "اسے بخاری نے "تاریخ" میں، دولابی نے "کنی" میں اور طبرانی نے "المعجم الکبیر" میں روایت کیا ہے۔میں کہتا ہوں کہ یہ سند ضعیف ہے کیونکہ اس (سند میں موجود) یعقوب کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ صدوق، کثیر الوہم اور بکثرت ضعفاء سے روایت کرنے والا ہے۔" اس سے معلوم ہوا کہ جس روایت کی سند میں کوئی کثیر الوہم راوی ہو متقدم محدثین کی طرح شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی وہ سند ضعیف ہوتی ہے۔

سلسلہ صحیحہ میں ہی ایک دوسری جگہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ "جنگ خندق کے روز وہ ہمارے ساتھ مٹی اٹھا رہا تھا اور مٹی نے اس کے پیٹ کی سفیدی کو چھپا رکھا تھا۔"[3] اس کے تحت مختلف روایات ذکر کرتے ہوئے ایک روایت زکریا بن یحییٰ کے طریق سے ذکر فرمائی ہے۔پھر اس راوی پر تبصرہ کرتے ہوئے نقل فرمایا ہے کہ "میں کہتا ہوں کہ زکریا بن یحییٰ ابو یحییٰ الذراع کی کسی نے بھی صراحت کے ساتھ توثیق نہیں کی سوائے ابن حبان کے، انہوں "الثقات" میں ذکر کیا ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ کہہ کر اس کے حافظے کی خرابی کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ "وہ غلطیاں کیا کرتا تھا۔" (شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ اس جیسا شخص ان شاء اللہ حسن الحدیث ہے اگر ثقات کی مخالفت نہ کرے۔" معلوم ہوا کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک

---

[1] السلسلة الضعيفة، رقم الحديث: 6399

[2] السلسلة الصحيحة، رقم الحديث: 2946

[3] السلسلة الصحيحة، رقم الحديث: 3242

ثقات کی مخالفت کرنے والا راوی حسن الحدیث بھی نہیں رہتا۔

اتصالِ سند اور شیخ البانی

اتصالِ سند یہ ہے کہ سند ملی ہوئی ہو یعنی سلسلۂ رُواۃ میں کوئی راوی بھی ساقط نہ ہو اور ہر راوی نے اپنے شیخ سے سماع کیا ہو۔ ایسی سند کو متصل کہا جاتا ہے، جو صحتِ حدیث کے لیے شرط ہے۔ اگر کوئی سند متصل نہ ہو بلکہ اس میں سقوطِ جلی (جیسے تعلیق، ارسال، اعضال اور انقطاع) یا سقوطِ خفی (جیسے تدلیس اور ارسال خفی) واقع ہوا ہو تو محدثین کے نزدیک وہ روایت ضعیف ہوتی ہے۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی محدثین کی طرح ایسی تمام روایات کو 'جن کی سند متصل نہیں' ضعیف ہی قرار دیا ہے۔ چند امثلہ ملاحظہ فرمائیے:

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف ابو داود میں یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ "امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ، ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ، قتادۃ رحمۃ اللہ علیہ اور ثابت بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھی حتیٰ کہ سورۂ نمل نازل ہو گئی۔"[1] اس کے تحت نقل فرماتے ہیں کہ "میں کہتا ہوں کہ یہ روایت مرسل اور معلق ہے، انہوں نے اس کی سند ذکر نہیں کی (لہٰذا) بلاشبہ یہ معلق ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، پھر یہ مرسل بھی ہے جس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہو سکتی۔" معلوم ہوا کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک معلق اور مرسل روایت قابل حجت نہیں۔

ضعیف ابو داود میں ہی آپ نے ایک روایت یہ نقل فرمائی ہے کہ "ابو جعفر کا بیان ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہوئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ جب ان کے ایام ماہواری گزر جائیں تو وہ غسل کریں اور پھر نماز پڑھیں۔"[2] اس کے بعد شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ "میں کہتا ہوں کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس روایت کو ابن خزیمہ نے عطاردی سے، انہوں نے حفص بن غیاث سے، انہوں نے علاء سے روایت کیا ہے... اور یوں اس کی سند کو مکمل ذکر کیا ہے۔ میرے نزدیک یہ سند دو وجہ سے ضعیف ہے۔ (1) یہ عطاردی راوی، اس کا نام احمد بن عبد الجبار ابو عمر کوفی ہے اور یہ ضعیف ہے۔ (2) اس کی سند میں انقطاع ہے، کیونکہ ابو جعفر محمد بن علی بن

---

[1] الألباني، محمد ناصر الدين، ضعيف أبو داود (مكتبة المعارف، رياض، 2000ء)، رقم الحديث: 141

[2] ضعيف أبوداود، رقم الحديث:46

حسین باقرؒ سودہؒ کی وفات کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی یہی علت بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ "لیکن یہ روایت مرسل ہے کیونکہ ابو جعفر تابعی ہیں اور انہوں نے اس کا ذکر نہیں کیا جس نے انہیں یہ حدیث بیان کی ہے۔" اس کی سند معلق بھی ہے جیسا کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مؤلف کے طریق سے اسے روایت کیا ہے اور پھر کہا ہے کہ ابن خزیمہ نے اسے مکمل سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ سند انہی دو وجوہ کی بنا پر ضعیف ہے جو ابھی ذکر کی گئی ہیں۔" معلوم ہوا کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تعلیق وانقطاع حدیث کے اسبابِ ضعف میں شامل ہیں۔

سلسلہ ضعیفہ میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مقام پر یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ "جو جمعہ کے روز سفر کرتا ہے دو فرشتے اسے یہ بددعا دیتے ہیں کہ اس کے سفر میں کوئی بھی اس کا ساتھی نہ بنے اور نہ ہی اس کی حاجت وضرورت پوری کی جائے۔"[1] اس کے تحت نقل فرماتے ہیں کہ "یہ روایت موضوع و من گھڑت ہے اور سنت میں مطلقاً کوئی ایسا ثبوت نہیں ملتا جو جمعہ کے روز سفر کی ممانعت پر مبنی ہو بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے جمعہ کے روز صبح کے وقت سفر کیا ہے، لیکن وہ روایت مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔" معلوم ہوا کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرسل روایت ضعیف اور ناقابل حجت ہے۔

ظلال الجنۃ میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت یہ نقل فرمائی ہے کہ "جعفر بن برقان کا بیان ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان پہنچا ہے کہ اگر لوگ تم سے اس بارے میں (کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟) سوال کریں تو کہو اللہ ہر چیز سے پہلے تھا، اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور اللہ ہی ہر چیز کے بعد ہو گا۔"[2] اس کے تحت نقل فرماتے ہیں کہ "اس کے معضل ہونے کی وجہ سے اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ جعفر بن برقان تبع تابعی ہے (اور وہ دو واسطے چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کر رہا ہے)۔" اس سے معلوم ہوا کہ سابقہ محدثین کی طرح شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی معضل روایت قابل حجت نہیں۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے "ارواء الغلیل" میں یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ "ابو درداءؓ نے فرمایا کہ عالم اور متعلم اجر میں

---

(1) السلسلة الضعيفة، رقم الحديث: 219

(2) الألباني، محمد ناصر الدين، ظلال الجنة في تخريج السنة (بيروت: المكتب الإسلامي، 1980ء)، رقم الحديث: 645

دونوں برابر ہیں۔"[1] اس کے بعد آپ نے یہ نقل فرمایا ہے کہ "یہ روایت موقوف ہے اور اسے ابو درداء اور دیگر صحابہ سے مرفوعا بھی نقل کیا گیا ہے۔ موقوف روایت ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع بیان العلم وفضلہ" میں خالد بن معدان کے طریق سے نقل فرمائی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ابو درداءؓ نے فرمایا اور پھر حدیث ذکر کی ہے، مگر انہوں نے "دونوں اجر میں برابر ہیں" کے بجائے "دونوں خیر میں شریک ہیں" کے لفظ ذکر کیے ہیں۔ یہ سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خالد بن معدان نے ابو درداءؓ سے کچھ نہیں سنا۔ پھر ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ اور اسی طرح دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو سالم بن ابی الجعد عن ابی الدرداء کے طریق سے نقل کیا ہے، اس سند کے راوی تو ثقہ ہیں مگر یہ بھی منقطع ہے کیونکہ سالم نے ابو درداءؓ کو نہیں پایا جیسا کہ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے۔" اس سے معلوم ہوا کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک انقطاع، سندِ حدیث کے اسبابِ ضعف میں سے ایک سبب ہے۔

ضعیف ابوداود میں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کے بزرگوں کو قتل کردو اور نوجوانوں کو باقی رکھو۔"[2] اس کے بعد آپ نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ "میں کہتا ہوں کہ اس کی سند دو علتوں کی بنا پر ضعیف ہے۔ (1) حسن بصری کا عنعنہ اور وہ مدلس ہے، اس نے تمام اسانید میں عن سے ہی روایت بیان کی ہے جیسا کہ آئندہ آئے گا۔ (2) حجاج بن ارطاۃ جو کمزور ہونے کے ساتھ ساتھ مدلس بھی ہے۔ لیکن اس نے مصنف کی ذکر کردہ اس روایت میں تحدیث کی صراحت کی ہے مگر مجھے اس کے ثبوت میں پھر بھی شک ہے جیسا کہ اس کا بیان آئندہ آئے گا۔" معلوم ہوا کہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مدلس راوی اگر عن سے روایت بیان کرے تو اس کی روایت ضعیف ہوتی ہے اور متقدم محدثین بھی اسی کے قائل ہیں۔

خلاصہ بحث

شیخ محمد ناصر الدین البانی عصر حاضر کے ایک عظیم محدث شمار کئے جاتے ہیں۔ کم و بیش اپنی زندگی کے ساٹھ سال آپ نے حدیث کی خدمت میں صرف کر دیئے اور مطبوعہ و غیر مطبوعہ 200 کے قریب کتب تصنیف کیں۔ اگرچہ تحقیق حدیث میں آپ کے بعض تفردات بھی ہیں جیسا کہ بعض صحیح روایات کی تضعیف یا بعض

---

(1) إرواء الغليل :414

(2) ضعيف أبوداود، رقم الحديث: 459

ضعیف روایات کی تصحیح وغیرہ، لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ آپ نے سابقہ محدثین کے برخلاف کوئی نئے اصول وضع کر لئے تھے بلکہ آپ نے نقدِ سند میں متقدم محدثین کے اصولوں ہی کی پیروی کی ہے۔ چنانچہ عدالت وضبطِ رواۃ ہو یا اتصالِ سند، ان تمام میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے محدثین کے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق ہی اسناد کی تحقیق پیش کی ہے، لہٰذا سابقہ محدثین کی طرح کذاب، متہم بالکذب، فاسق، مجہول، بدعتی، کثیر الغفلہ، فاحش الغلط، سیئ الحفظ، مخالفِ ثقات اور بہت زیادہ وہم کے شکار راوی کی روایت کو آپ نے رد کیا ہے۔ اسی طرح معلق، مرسل، معضل اور منقطع روایت کے ساتھ ساتھ مدلس راوی کی روایت بھی دیگر محدثین کی طرح آپ کے نزدیک مردود ہے۔